معجم الصحابہ لابن قانع کا اسلوب و منہج اور علمی مقام

The Methodology and Literary Style of Muʿjam al-Ṣaḥābah by Ibn Qāniʿ and Its Scholarly Significance

Dr Hafiz Saeed ur Rehman
Assistant Professor, Department of Seerat Studies,
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Email: saeed.rehman@aiou.edu.pk

Abstract
This research article provides an analytical study of the scholarly status, methodology, and stylistic nuances of Mu'jam al-Sahaba by Ibn Qani' (d. 351 AH), a pivotal work in the domain of Hadith and biographical evaluation. Being one of the earliest extant works on the lives and narrations of the Companions, it precedes many classical biographical encyclopedias. The study elucidates Ibn Qani's alphabetical arrangement of names and his meticulous approach to documenting at least one narration for each Sahabi through continuous chains (Isnad).
Furthermore, the article addresses the criticisms and perceived errors (awham) attributed to him by later scholars like Ibn Hajar, contextualizing them as unintentional scholarly oversights rather than flaws in his reliability. The research highlights Ibn Qani's profound influence on subsequent historiography and Hadith literature, noting that seminal figures such as Al-Dhahabi and Ibn Hajar relied extensively on his work for identifying obscure Companions and determining death dates. Ultimately, the study reaffirms Ibn Qani's stature as a cornerstone in the preservation of Islamic heritage, proving that his Mu'jam remains an indispensable primary source for researchers in Islamic sciences.
Keywords: Ibn Qani, Mu'jam al-Sahaba, Hadith Methodology, Asma al-Rijal, Sahaba, Biographical Evaluation, Islamic Historiography

علامہ عبد الباقی بن قانع (متوفی 351ھ) بغداد کے مشہور قاضی، بلند پایہ مورخ اور جلیل القدر حنفی فقیہ تھے۔ آپ 265ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے اور ایک علمی گھرانے میں پرورش پائی۔ صغر سنی سے ہی حصولِ علم کا آغاز کیا اور ابن الدورقی جیسے اساتذہ سے حدیث سنی۔ آپ طلبِ حدیث کے لیے کثیر الاسفار تھے؛ آپ نے کوفہ، بصرہ، واسط اور تستر سمیت کئی شہروں کے سفر کیے۔ آپ کے اساتذہ میں ابراہیم بن اسحاق حربی اور تلامذہ میں امام

دار قطنی اور امام جصاص جیسی نامور شخصیات شامل ہیں۔ آپ کی مشہور ترین تصنیف 'معجم الصحابہ' ہے، اس کے علاوہ 'الوفیات' اور 'کتاب السنن' بھی آپ کی علمی خدمات میں شامل ہیں۔ اکثر محدثین، بشمول خطیب بغدادی اور علامہ ذہبی، نے آپ کو ثقہ اور حافظ الحدیث قرار دیا ہے۔ اگرچہ آخری عمر میں حافظہ کے اختلاط کی وجہ سے بعض علماء نے تنقید کی، مگر محققین کے مطابق آپ کی معجم الصحابہ جیسی کتب اس دور سے پہلے کی ہونے کی وجہ سے مستند ہیں۔

علمِ حدیث اور اسماء الرجال کی اسلامی تاریخ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں اور ان کی مرویات کا تحفظ ایک مقدس فریضہ رہا ہے۔ تیسری اور چوتھی صدی ہجری وہ دور تھا جس میں ائمہ محدثین نے فنِ اسماء الرجال اور طبقاتِ صحابہ پر گراں قدر کام کیا۔ عبد الباقی بن قانع (متوفی 351ھ) کا شمار ان جلیل القدر حفاظِ حدیث میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی زندگی حدیثِ رسول ﷺ کی خدمت کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ "معجم الصحابہ" نہ صرف ایک مجموعہ حدیث ہے بلکہ یہ صحابہ کی پہچان اور ان کے طبقات متعین کرنے میں ایک بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب کی قدامت اور جامعیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ بعد کے ادوار میں لکھی جانے والی کتبِ تراجم، مثلاً "الاستیعاب"، "اسد الغابہ" اور "الاصابہ" کے مصنفین نے ابنِ قانع کے کام پر بھرپور اعتماد کیا ہے اور بہت سے ایسے صحابہ جن کا ذکر سابقہ کتب میں نہیں ملتا، ان کا سراغ ابنِ قانع کی اسی تصنیف سے ملتا ہے۔ اس مقالے میں جہاں ابنِ قانع کے طریقہ ترتیب اور فنی باریکیوں پر روشنی ڈالی گئی ہے، وہیں ان پر ہونے والے علمی اعتراضات اور اوہام کا بھی تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے تاکہ ان کی علمی جلالتِ قدر واضح ہو سکے۔

کتاب کے نام کی تحقیق

کتاب کا نام "معجم الصحابہ" ہے۔ ابو بکر اشبیلی، ابن تغری بردی، ذہبی، سیوطی، کتانی، زرکلی، کحالہ اور فواد سزکین نے یہی نام ذکر کیا ہے (1)۔ بعض علماء نے اختصار کی عادت کے پیش نظر صرف "المعجم" یا "معجم بن قانع" بھی ذکر کیا ہے۔ قاسم بن قطلوبغا نے "المعجم فی اسماء الصحابہ" اور ابن کیال نے "المعجم فی الصحابہ" ذکر کیا ہے (2) مگر یہ کتاب کا عنوان نہیں بلکہ مضمون کے حساب کہا گیا ہے۔ حاجی خلیفہ نے "معجم الشیوخ" لکھا ہے (3) مگر یہ درست نہیں کیونکہ ابن قانع نے اس کتاب میں اپنے شیوخ کے بجائے صحابہ کی ترتیب سے روایات نقل کی ہیں۔

کتاب کی مصنف کی طرف نسبت

کتاب معجم الصحابہ کے ابن قانع کی طرف منسوب ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ مختلف مصنفین اور علماء نے اپنی تحاریر میں جابجا اس کتاب کی نسبت ابن قانع کی طرف کی ہے۔ مثلاً ابن اثیر (4) ایک صحابی کے

بارے میں فرماتے ہیں: "ابن قانع نے معجم الصحابہ میں باب الالف میں انہیں ذکر کیا ہے"(5)۔ ابن الابار اپنی کتاب میں ابن فتحون کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "آپ نے معجم ابن قانع کے اوہام سے متعلق ایک کتاب بھی لکھی ہے"(6)۔ اسی طرح ایک مقام پر لکھتے ہیں: "یہ حدیث معجم ابن قانع میں موجود ہے"(7)۔ صفدی بھی ابن فتحون کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "آپ نے معجم ابن قانع کے اوہام کی اصلاح کی ہے"(8)۔ ابن قدامہ مقدسی نے ابن الدباغ کا تعارف کرواتے ہوئے معجم ابن قانع کا تذکرہ کیا ہے(9)۔ ذہبی نے ابن فتحون اور ابن قانع کے تعارف میں معجم الصحابہ لابن قانع کا تذکرہ کیا ہے(10)۔ اسی طرح بعض روایات کی تخریج اس کتاب سے کی ہے(11)۔ مغلطائی نے اکمال تہذیب الکمال میں پانچ بار معجم الصحابہ لابن قانع کا تذکرہ کیا ہے(12)۔ سبکی نے بھی معجم الصحابہ کا تذکرہ کیا ہے(13)۔ ابن حجر نے تقریباً سات مقامات پر معجم الصحابہ لابن قانع کا تذکرہ کیا ہے(14)۔

کتاب کا منہج واسلوب

حسن ترتیب وتبویب

ابن قانع نے صحابہ کے ناموں کو الف بائی ترتیب سے ذکر کیا ہے اور حروف تہجی میں سے ہر حرف کو مستقل باب کی شکل میں لکھا ہے۔ مثلاً باب الالف، باب الباء وغیرہ۔ تاہم ایک باب میں مذکور ناموں میں حروف تہجی کا خیال نہیں رکھتے بلکہ جو نام زیادہ مشہور ہو اسے پہلے ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً بلال، بشر، بسر اور بشیر وغیرہ۔ تاہم ہر صحابی کی روایت ضرور ذکر کی ہے اور بعض اوقات ایسی روایت ذکر کرتے ہیں جو صحابی ہونے یا نبی کریم ﷺ کی رؤیت کو ظاہر کرتی ہے۔ پہلے 100 صحابہ میں سے 60 صحابہ سے صرف ایک ایک، 21 صحابہ سے دو دو، 12 صحابہ سے تین تین، 4 صحابہ سے چار چار، 2 صحابہ سے پانچ پانچ اور 1 صحابی سے چھ روایات نقل کی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن قانع کا مقصد تمام روایات کا احاطہ نہیں بلکہ ہر صحابی کی روایت ذکر کرنا ہے۔

صحابی کے تعارف میں نسب اور بعض اوقات صرف مشہور نام ذکر کرتے ہیں دیگر صفات واحوال کا تذکرہ نہیں کرتے۔ بعض اوقات کسی کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جس سے اس کا صحابی ہونا معلوم ہوتا ہے حالانکہ جمہور کے ہاں وہ شخص صحابہ میں شمار نہیں۔ بعض کے بارے میں یقین کے بجائے گمان کے ساتھ صحابی ہونے کا دعوی کرتے ہیں۔

صنعت حدیث کے معاملہ میں باریک بینی

1. ایک سے زائد شیوخ سے مروی حدیث کو ایک سند کے ساتھ ذکر ناسند کا ایک فن ہے۔ابن قانع نے اس فن اور اسلوب کو اختیار کیا ہے۔امام مسلم نے بھی اس فن کو استعمال کیا ہے۔
2. سند میں موجود کسی روای کے نام کی وضاحت "یعنی" سے کرتے ہیں اور بعض اوقات "واحسبه " کہہ کر وضاحت کرتے ہیں۔
3. طویل احادیث کو مختصر کرکے ذکر کرتے ہیں اور حدیث کی طوالت کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔مثلاًوذکر حدیثا طویلا وغیرہ
4. جب متن یاسند میں اپنی رائے دیتے ہیں تو اس پہلے "قال ابن قانع "یا"قال عبد الباقی بن قانع "یا" قال ابو الحسین بن قانع" یا"قال القاضی "کہتے ہیں۔
5. تحویل سند کے لیے اکثر "ح" کے بجائے "وحدثنا" کہتے ہیں۔
6. بہت کم مقامات پر رجال حدیث پر کلام کیا ہے۔
7. اسی طرح غریب الحدیث کے بارے میں بھی بہت کم کلام کیا ہے۔
8. ممکنہ طور پر عالی سندے حدیث نقل کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔
9. تعلیقات بہت کم ذکر کی ہیں۔
10. بعض اسانید پر کلام کیا ہے اور علل الحدیث کا ذکر بھی کیا ہے۔

کتاب کی خصوصیات

1. تراجم وطبقات صحابہ پہ لکھی جانے والی اکثر کتب سے یہ کتاب قدیم ہے۔اس سے قبل صرف معجم الصحابہ للبغوی، فضائل الصحابہ للنسائی، التاریخ الکبیر لابن ابی خیثمہ، التاریخ الکبیر للبخاری، طبقات خلیفہ بن خیاط، فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل اور طبقات ابن سعد موجود تھیں۔تراجم وطبقات سے متعلق باقی سب کتب معجم الصحابہ لابن قانع کے بعد لکھی گئی ہیں۔
2. اس کے مصنف محدثین اور حفاظ میں سے ہیں۔
3. اس میں بعض ایسی روایات بھی ہیں جو دیگر کتب حدیث وتراجم میں نہیں ہیں۔
4. روایت نقل کرتے ہوئے کوئی ایسی تصریح کر دیتے ہیں جس سے راوی کا صحابی ہونا یا اس کی رؤیت ثابت ہونا معلوم ہوتا ہے۔

5. ذکر کردہ ہر صحابی کی ایک یا زائد روایات متصل سند کے ساتھ ذکر کی ہیں۔
6. کتب حدیث میں موجود مشہور طرق کے علاوہ جدید طرق سے حدیث کی تخریج کی ہے جیسے عموماً اصحاب المستخرجات کرتے ہیں۔
7. بعد کے مصنفین نے اس کتاب پر بہت اعتماد کیا ہے اور کئی صحابہ کی صحابیت کے لیے اسے دلیل بنایا ہے۔

کتاب کی طرف منسوب اوہام کی تحقیق

ابن قانع کی طرف جو اوہام منسوب ہیں وہ محض خطاء اجتہادی ہیں جو کہ حالات کے مشتبہ ہونے یا دلیل کے مخفی ہونے کے باعث پیدا ہوئے اور علم روایت میں یہ چیز باعث طعن نہیں بلکہ اس طرح تو کبار حفاظ کے ساتھ بھی ہو جاتا ہے۔ مثلاً

1۔ ابن قانع نے ایک آدمی "الاغر" کے بارے بات کرتے ہوئے کہا: ثابت بنانی نے اغر کو قبیلہ مزینہ کا کہا ہے جبکہ میرے نزدیک جس نے مزینہ کہا اس نے غلطی کی۔ آپ کے نزدیک مزینہ کے بجائے جہینہ ہے۔ جبکہ امام بخاری نے فرمایا کہ اصح بات یہ ہے کہ اغر مزنی ہے (15)۔ ابن حجر نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے اور ابن قانع کی بات کو منکر کہا ہے (16)۔

اس وہم کی بنیاد یہ ہو سکتی ہے کہ اس سے پچھلی روایت میں ہے کہ ابوبردہ نے جہینہ کے ایک آدمی سے بیان کیا جسے اغر کہا جاتا ہے۔ ممکن ہے ابن قانع نے اسی بنیاد پر ان کی مزینہ کی طرف نسبت کو غلط کہا ہو۔

2۔ ابن قانع کی طرف منسوب اوہام میں سے ایک یہ بھی کہ آپ اسناد میں رجال کے ناموں میں غلطی کرتے ہیں۔ درحقیقت ابن قانع نے اپنے شیوخ سے جس طرح سنا اسے اسی طرح آگے نقل کر دیا حالانکہ انہیں علم تھا کہ اس میں وہم ہے۔ اس طرح نقل کے بعد ابن قانع عموماً تین کاموں میں سے ایک ضرور کرتے ہیں۔

الف۔ وہم نقل کرنے کے بعد اس کی تصحیح کر دیتے ہیں۔ مثلاً تمیم داریؓ سے مروی روایت کی سند میں موجود وہم کے بارے میں کہا کہ اس حدیث میں فحش غلطی ہے کہ عن شعبی عن ابی ہریرہ کہا گیا ہے کہ جبکہ صحیح عن السدی عن ابی ہریرہ ہے (17)۔

ب۔ بعض اوقات اتنا کہہ دیتے ہیں کہ روایت میں وہم ہے مگر اس کی تصحیح نہیں کرتے۔ مثلاً مسیب بن حزن سے روایت نقل کرنے کے بعد کہا کہ اس کی سند میں وہم ہے (18)۔

ج۔ بعض اوقات ایک جگہ غلط ذکر کرتے ہیں تو دوسری جگہ صحیح ذکر کر دیتے ہیں تاہم یہ تعیین نہیں کرتے کہ کونسا

درست ہے اور کونسا غلط ہے بلکہ اپنے شیوخ سے جیسے سنا اسی طرح آگے نقل کر دیا۔ مثلاً ایک صحابی کو پہلے ابجر بن غالب مزنی (19) لکھا پھر غالب بن الابجر (20) اور آخر میں غالب بن دیخ (21) لکھا ہے مگر یہ تصریح نہیں کی کہ ان میں سے کون سا صحیح ہے۔

3۔ ابن قانع نے صحابہ میں اُبی بن لبا کو ذکر کیا ہے حالانکہ صحیح نام لُبی بن لَبا ہے۔ در حقیقت ابن قانع نے ان دونوں ناموں کو الگ الگ صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ایک شیخ سے ابی بن لبا سے سنا تھا اس لیے اسے باب الالف میں ذکر کر دیا اور دوسرے سے لبی بن لبا سے سنا تو اسے باب اللام میں ذکر دیا۔ یہ تصریح نہیں کی کہ صحیح کونسا ہے اور غلط کونسا ہے۔ چونکہ ابن قانع کو واضح نہیں تھا اس لیے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

4۔ ایک حدیث ہے کہ برتن میں کھانا کھانے کے بعد اسے چاٹنے والے کے لیے برتن استغفار کرتا ہے۔ ابن قانع نے پہلے یہ حدیث سحر الخیر سے نقل کی پھر نبیشہ الخیر کے تذکرہ میں دوبارہ یہی روایت نقل کر دی۔ ابن حجر نے اسے تصحیف شنیع کہا ہے (22)۔

ابن حجر کی جرح کی بنیاد یہ ہے کہ نبیشہ میں تصحیف کر کے سحر کیا گیا ہے جو کہ شنیع ہے لیکن ابن قانع نے ان دونوں کو الگ الگ ذکر کیا ہے اور ہر ایک سے یہ روایت نقل کی ہے۔ اس لیے ممکن ہے کہ یہ دو الگ صحابہ ہوں ۔یہی وجہ ہے کہ ذہبی نے سحر الخیر کی نسبت ابن قانع کی طرف کی مگر کوئی جرح نہیں کی (23)۔

یہ چند مثالیں تھیں جن کا تذکرہ کیا گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ ابن قانع کی طرف منسوب اوہام ایسے نہیں کہ جن کی بنیاد پر ان کی شخصیت اور ان کی ثقاہت کو مجروح کیا جائے۔

ابن قانع کے بعد کے مصنفین پر اثرات

چونکہ معجم الصحابہ لابن قانع حدیث، تراجم اور تاریخ کی معتبر اور قدیم کتاب ہے اس لیے بعد کے علماء نے اس سے خوب استفادہ کیا ہے۔ اس کے بعد تراجم وطبقات پہ لکھی جانے والی شاید ہی کوئی ایسی کتاب ہو جس میں ابن قانع کا تذکرہ نہ ہو۔

نقد رجال کی بابت اثرات

رجال الحدیث پر نقد کے سلسلہ میں ابن قانع کے اقوال کو نقل کیا جاتا ہے۔ ذہبی نے ابن قانع کو ان لوگوں میں شمار کیا ہے جن کے قول پر جرح وتعدیل کے باب میں اعتماد کیا جاتا ہے (24)۔ ذہبی اور ابن حجر نے رجال کے بارے میں کثرت کے ساتھ ابن قانع کے اقوال نقل کیے ہیں۔

تعیین وفیات کی بابت اثرات

رجال الحدیث کی وفیات کے بارے میں بھی ابن قانع کے اقوال کو نقل کیا جاتا ہے۔ ابن قانع کی "کتاب الوفیات" سے جن لوگوں نے استفادہ کیا ہے ان میں خطیب بغدادی سر فہرست ہیں۔ خطیب بغدادی نے "تاریخ بغداد" اور "السابق واللاحق" میں ابن قانع کی اس کتاب سے خوب استفادہ کیا ہے۔

تراجم نگاری کی بابت اثرات

چونکہ ابن قانع اولین تراجم لکھنے والوں میں سے ہیں اس لیے بعد کے تراجم نگاروں نے اس باب میں ان سے استفادہ کیا ہے۔ ابن عبد البر نے الاستیعاب میں، ابن الاثیر نے اسد الغابہ میں اور ذہبی نے تجرید اسماء الصحابہ میں جابجا ابن قانع سے استفادہ کیا ہے۔ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں ایک سے زائد صحابہ کی صحابیت کے تحقق کے لیے ابن قانع پر اعتماد کیا ہے۔ اسی طرح لسان المیزان میں بعض صحابہ کے نسب کی بابت ابن قانع پر اعتماد کیا ہے۔

درج ذیل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تذکرہ ابن قانع سے پہلے کسی نے بھی نہیں کیا اور بعد والوں نے ابن قانع سے نقل کیا ہے۔

اثوب بن عتبہ، اوس المزنی (المرئی)، بشر بن حنظلہ، جبر الاعرابی، جہم (غیر منسوب)، حارث بن خزرج انصاری، حجاج بن منبہ بن حجاج، رجاغنوی، زیاد بن عبد اللہ انصاری، سلمہ بن الخضرمی، سلمہ بن سحیم اسدی، سوید (غیر منسوب)، عبد اللہ السلمی، عبد اللہ بن شماس رضی اللہ عنہم

خلاصہ یہ ہے کہ امام ابنِ قانع کی "معجم الصحابہ" فنِ حدیث اور تاریخ میں ایک بلند پایہ علمی مقام رکھتی ہے۔ اگرچہ بعض ناقدین نے ان کی جانب چند اوہام یا تصحیفات منسوب کی ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ بشری تقاضے اور علمی اجتہاد کا نتیجہ ہیں جو کبار محدثین کے ہاں بھی ملتے ہیں اور ان سے ابنِ قانع کی ثقاہت پر کوئی آنچ نہیں آتی۔ ابنِ قانع کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے نہ صرف صحابہ کی روایات کو حروفِ تہجی کی ترتیب پر جمع کیا بلکہ عالی سندوں کے حصول اور فنی باریکیوں کا بھی خاص خیال رکھا۔ ان کے بعد آنے والے ائمہ جیسے خطیب بغدادی، ابنِ حجر اور امام ذہبی نے جس کثرت سے ان کے اقوال اور ابحاث سے استفادہ کیا ہے، وہ ان کی علمی برتری کی کھلی دلیل ہے۔

حواشی:

(1) أبو بكر محمد بن خير بن عمر بن خليفة اللمتوني الأموي الإشبيلي (المتوفى: 575ھ)، فهرسة ابن خير الإشبيلي (بیروت: دار الكتب العلمية، 1419ھ)، ص183۔ / يوسف بن تغري بردي بن عبد الله الظاهري الحنفي، أبو المحاسن، جمال الدين (المتوفى: 874ھ)، النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة (مصر: دار الكتب)، ج3ص 333۔ / ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج3ص66۔ / سیوطی، طبقات الحفاظ، ص362۔ / أبو عبد الله محمد بن أبي الفيض جعفر بن إدريس الحسني الإدريسي الشهير ب-الكتاني (المتوفى: 1345ھ)، الرسالة المستطرفة لبيان مشهور كتب السنة المشرفة (بیروت: دار البشائر الإسلامية، 1421ھ)، ص136۔ / زرکلی، الأعلام، ج3ص272۔ / عمر بن رضا بن محمد راغب بن عبد الغني كحالة الدمشق (المتوفى: 1408ھ)، معجم المؤلفين (بیروت: دار إحياء التراث العربي)، ج5ص74۔ / ڈاکٹر فواد سزکین (المتوفى: 2018)، تاريخ التراث العربي (السعودية: ادارة الثقافة والنشر بجامعة الامام، 1991)، ج1ص377۔

(2) أبو الفداء زين الدين أبو العدل قاسم بن قُطْلُوبغا السودوني الحنفي (المتوفى: 879ھ) ، تاج التراجم (دمشق: دار القلم، 1413ھ)، ص 181۔ / بركات بن أحمد بن محمد الخطيب، أبو البركات، زين الدين ابن الكيال (المتوفى: 929ھ)، الكواكب النيرات في معرفة من الرواة الثقات (بیروت: دار المأمون، 1981)، ص363۔

(3) مصطفى بن عبد الله كاتب جلبي القسطنطيني، حاجي خليفة أو الحاج خليفة (المتوفى: 1067ھ)، كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون (بیروت: دار الكتب العلمية، 1941)، ض2ص1735۔

(4) آپ کا نام علی بن محمد جزری جبکہ کنیت أبو الحسن ہے۔ یہ مؤرخ، ماہر انساب اور ادب عربی کے امام تھے۔ 555ھ میں جزیرہ میں پیدا ہوئے اور موصل میں سکونت اختیار کی اور یہیں 630ھ میں وفات پائی۔ آپ نے تاریخ اور ادب پر کئی کتابیں لکھیں ہیں۔ دیکھیے، زرکلی، الاعلام، ج4ص331۔

(5) أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الشيباني الجزري، عز الدين ابن الأثير (المتوفى: 630ھ)، أسد الغابة في معرفة الصحابة (بیروت: دار الكتب العلمية، 1415ھ)، ج4ص213۔

(6) محمد بن عبد الله بن أبي بكر القضاعي البلنسي، ابن الأبار (المتوفى: 658ھ)، معجم أصحاب القاضي أبي علي الصدفي (مصر: مكتبة الثقافة الدينية، 1420ھ)، ص105۔

(7) ایضاً، ص318۔

(8) صلاح الدين خليل بن أيبك بن عبد الله الصفدي (المتوفى: 764ھ)، الوافي بالوفيات (بیروت: دار إحياء التراث، 1420ھ)، ج3ص38۔

(9) أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عبد الهادي الدمشقي الصالحي (المتوفى: 744ھ)، طبقات علماء الحديث (بیروت: مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، 1417ھ)، ج4ص87۔

(10) ذہبی، تاریخ الإسلام، ج11ص324، ج15ص755۔ / ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج2ص189۔ / ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ج15ص526۔

(11) شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى: 748ھ)، معجم الشيوخ الكبير (الطائف: مكتبة الصديق، 1408ھ)، ج1ص100۔

(12) مغلطاي بن قليج بن عبد الله البكجري المصري الحكري الحنفي، أبو عبد الله، علاء الدين (المتوفى: 762ھ)، إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال (قاہرہ : الفاروق الحديثة للطباعة والنشر، 1422 ھ)، ج2ص361،310، ج3ص185، ج6ص322 ج7ص292۔

(13) تاج الدين عبد الوهاب بن تقي الدين السبكي (المتوفى: 771ھ)، معجم الشيوخ (بیروت: دار الغرب الإسلامي، 2004)، ص568۔

(14) أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852ھ)، الإصابة في تمييز الصحابة (بیروت: دار الكتب العلمية، 1415 ھ)، ج1ص483، ج2ص401 / ابن حجر، تهذيب التهذيب، ج1ص426،401، ج5ص358 / ابن حجر، لسان الميزان، ج2ص38، ج6ص133۔

(15) محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري، أبو عبد الله (المتوفى: 256ھ)، التاريخ الكبير (حيدر آباد: دائرة المعارف العثمانية)، ج2ص44۔

(16) ابن حجر، تهذيب التهذيب، ج1ص365۔

(17) ابن قانع، معجم الصحابة، ج1ص110۔

(18) ایضاً، ج3ص127۔

(19) ایضاً، ج1ص69۔

(20) ایضاً، ج2ص318۔

(21) ایضاً، ج2ص318۔

(22) ابن حجر، الإصابة في تمييز الصحابة، ج3ص227۔

(23) شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى: 748ھ)، تجريد اسماء الصحابة (بیروت: دار المعرفة للطباعة والنشر)، ج1ص208۔

(24) شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى: 748ھ)، ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل (بیروت: دار البشائر، 1440ھ)، ص208۔